



سوال

(113) عیسائی کی آخری رسوم میں مسلمان کی شرکت جائز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مغربی جرمنی سے نثار احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ”اگر کوئی عیسائی فوت ہو جائے تو اس کی آخری رسوم میں مسلمان کس طرح شرکت کر سکتا ہے۔ نیز کیا مسلمان اس کی بخشش کے لئے دعا کر سکتا ہے؟“

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

غیر مسلم چاہے عیسائی ہو یا یہودی یا ہندو اور سکھ ان کے جنازے میں مسلمان کے لئے شرکت جائز نہیں اور اپنے مخصوص طریقے اور مذہب کے مطابق آخری رسومات ادا کرتے ہیں جنہیں اسلام درست نہیں سمجھتا۔ اس لئے مسلمان کے لئے ان کی کسی بھی مذہبی رسم میں شرکت صحیح نہ ہوگی۔

ہاں البتہ غیر مسلموں کی موت پر ان کے ورثاء اقربا کے ساتھ اظہار ہمدردی و تعزیت جائز ہے۔ اس کی اجازت دو باتوں کی بنا پر ہے

اول: یہ کہ اسلام ہمدردی و خیر خواہی کا دین ہے اور انسانی ہمدردی کے تحت مسلمان دوسروں کے دکھ و غم میں شریک ہو سکتا ہے اور ان کے پاس جا کر اظہار افسوس کر سکتا ہے۔

دوم: یہ کہ اس طرح غیر مسلموں پر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اچھے تاثرات قائم ہوں گے اور اسلام کی طرف ان کے اہل اس احسن اخلاق کی وجہ سے رغبت و توجہ پیدا ہو سکتی ہے۔ اسلام بنیادی طور پر بد اخلاقی اور بے رخی کو پسند نہیں کرتا اس لئے ایسے مواقع پر غیر مسلموں سے اسلامی اخلاق کے مطابق ہی معاملہ کرنا چاہئے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص معلومات کے لئے ان کی آخری رسومات میں جاتا ہے یعنی خود شریک تو نہیں ہوتا لیکن قریب سے ان کے طریق کار کو دیکھتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ بہر حال بنیادی بات یہی ہے کہ انسانی جان سمجھ کر ان سے اظہار افسوس و ہمدردی کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں بخاری شریف کی ایک حدیث سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔

حضرت سہل بن حیث اور حضرت قیس بن سعدؓ قادیسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو وہ کھڑے ہو گئے۔ انہیں بتایا گیا کہ یہ تو ذمی تھے یعنی غیر مسلم تو انہوں نے فرمایا:

ان رسول اللہ ﷺ مرت بہ جنازہ فقام فقیل لہ انہا جنازۃ یہودی فتال ایست نفسا۔ (فتح الباری ج ۳ کتاب الجنائز باب من قام بجنازۃ یہودی ص ۵۳۳ رقم الحدیث ۱۳۱۲)



”رسول اکرم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے کہا یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ایک جان نہیں تھی؟“

اب یہاں یہ مراد نہیں کہ آپ یا صحابہ کرامؓ ان میتوں کے احترام کے لئے کھڑے ہوئے تھے بلکہ یہ قیام دراصل موت کے اثر کو قبول کرنا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر ایمان کے اظہار کی نشانی کے طور پر تھا۔ ابن حبان کی ایک روایت میں اس کی وضاحت بھی ہے کہ ”أما تقومون أعضا ما للذي يقبض الأرواح“ (ابن حبان موارد النظم کتاب الجنائز باب القيام للجنازة رقم ۷۷۰)

”یہ قیام دراصل اس ذات کی تعظیم کے لئے ہے جو روحوں کو قبض کرتا ہے۔“

اسی طرح غیر مسلموں سے تعزیت کرنا اور ان کے پاس جا کر اظہار ہمدردی کرنا۔ یہ ان کی بڑائی نہیں بلکہ اس میں جہاں ایک طرف انسانی ہمدردی کا پہلو اور اسلام کے اخلاقی نظام کا ایک حصہ ہے وہاں دوسری طرف موت کے احساس کو عام کرنا اور جس ذات کے قبضے میں موت و حیات ہے اس کی تعظیم کرنا ہے اور قدرت الہی کا اعتراف و اقرار برابر ہے چاہے کسی مسلمان کی میت کہ وجہ سے ہو یا عیسائی کی میت سے۔

بہر حال اس طریقے سے عیسائی کی موت پر مسلمان کی شرکت جائز ہے مگر ان کی مذہبی رسومات میں شریک ہونا درست نہیں۔

اسی طرح قرآن حکیم کی واضح نص ہے کہ مشرکین و کفار اور منافقین کے لئے بخشش کی دعا کی اجازت نہیں۔ خود رسول اکرم ﷺ کو بھی ان کے حق میں دعا کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ اس مسئلے کی درج ذیل آیات قرآنی سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

۱۔ (اے نبی) آپ ﷺ بخشش مانگیں یا نہ مانگیں برابر ہے۔ اگر ستر دفعہ بھی بخشش طلب کریں تو اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے۔ (التوبہ: ۸۰)

۲۔ نبی اور اہل ایمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے بخشش مانگیں۔ اگرچہ وہ ان کے قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔ جب یہ پتہ چل گیا کہ یہ لوگ اپنے بد اعمال کی وجہ سے جہنم والے ہیں (التوبہ: ۱۳)

۳۔ (اے نبی) جب ان میں سے کوئی مر جائے تو اس پر نہ تو نماز پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں کیوں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور اسی فسق کی حالت میں مر گئے۔ (التوبہ: ۸۴)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ صراطِ مستقیم

ص 259

محدث فتویٰ